Fikr-o-Nasar (Islamabad) 20:5 (1982)

اسلام اور ربوٰ

ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن

ربا کے لفظی معنی "زیادتی" کے ہیں لیکن شرعی اصطلاح میں ربا، اس زائد رقم کا نام ہے جو قرض خواہ اپنے مقروض سے مہلت کے معاوضے میں وصول کرتا ہے۔ چنانچہ امام طبری (متوفی ۳۱۰ھ) نے تفسیر طبری (جلد ۳، صفحہ ۶۴) میں آیت قرآنی "احل اللہ البیع وحرم الربوٰ"[۱] کی تفسیر میں لکھا ہے:-

"ربا وہ زیادتی (مالی) ہے جو سرمایہ دار اپنے مقروض کو قرض کی ادائیگی کی مہلت دے کر حاصل کرتا ہے"۔

ابن عربی نے احکام القرآن (جلد ۱، صفحہ ۱۰۲) میں ربا کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

"ربا ہر ایسی زیادتی کا نام ہے جس کے مقابلے میں مال کا عوض نہ ہو۔"

یہی تعریف صاحب ہدایہ برہان الدین المرغینانی نے بھی کی ہے (الہدایہ جلد ۳ کتاب البیوع فصل الربوٰ صفحہ ۶۱)۔ امام فخرالدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) اپنی مشہور تصنیف تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ لفظ "ربا" کے معنی زیادتی کے ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ ہر طرح کی زیادتی وصول کرنا حرام ہے بلکہ ربا کی جو حرمت ہے وہ ایک خاص قسم کا معاہدہ ہے جو عربوں میں "ربوٰ" کے نام سے موسوم اور معروف و مشہور تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جس ربا کو حرام قرار دیا ہے اس سے

ہے۔ بقیہ نو مقامات یعنی سورۃ البقرہ آیت ۲۷۵ (تین بار) آیت ۲۷۶ (دو بار) آیت ۲۷۸ آل عمران آیت ۱۳۰، سورۃ النسار آیت ۱۶۱، سورۃ الروم آیت ۳۹ (دوسری بار) پر لفظ ربوٰا اپنے معروف معنی میں استعمال ہوا ہے جو اہل عرب میں رائج تھا اور جس کا ترجمہ ہم لفظ سود سے کرتے ہیں جو ہم مسلمانوں میں اچھی طرح معروف اور عام ہے۔ سود کی حرمت کے بارے میں حسب ذیل آیات صریح نص ہیں: (ترجمہ)

۱۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھیں گے جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جسے شیطان نے مخبوط الحواس بنا دیا ہو۔ یہ حالت ان کی اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے کہا کہ خرید و فروخت بھی تو ایسی ہے جیسے سود لینا، حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو (البقرہ آیت ۲۷۵)

۲۔ "اللہ تعالےٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالےٰ کسی ناشکرے گناہ گار سے خوش نہیں" (البقرہ آیت ۲۷۶)

۳۔ "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود باقی رہ گیا ہے، اگر تم مومن ہو" (البقرہ، آیت ۲۷۸)

۴۔ اے ایمان والو! مت کھاؤ سود، دونے پر دونا، اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ" (آل عمران، آیت ۱۳۰)

۵۔ "سو! یہود کے گناہوں کی وجہ سے ہم نے حرام کیں ان پر بہت سی پاک چیزیں، جو ان پر حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ وہ روکتے تھے اللہ کی راہ سے بہت، اور اس وجہ سے کہ وہ سود لیتے تھے اور ان کو اس کی ممانعت ہو چکی تھی، اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے واسطے جو ان میں ہیں دردناک عذاب" (النسار آیات ۱۶۰ تا ۱۶۱)

یہی "ربا نسیہ" (ادھار) مراد ہے جو عربوں میں موسوم تھا۔

ربا کی مندرجہ بالا تعریفات سے یہ نتیجہ بآسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ربا مطلق زیادتی کو نہیں کہتے بلکہ شریعت میں ایک خاص قسم کی زیادتی کو "ربا" کہتے ہیں ورنہ جتنی تجارتیں ہیں ان میں زیادتی ہوتی ہے، نفع ہوتا ہے۔ ربا (سود) قرض کی واپسی میں مدت مقررہ کا معاوضہ ہے اور یہ مدت چونکہ مال نہیں ہے لہٰذا اس مدت کا عوض ناجائز قرار دیا گیا ہے خواہ وہ روپے کی صورت میں ہو یا کسی شے کی صورت میں بالفاظ دیگر معاملات کے پس منظر میں جب تک "مال" رہتا ہے وہ سود نہیں ہوتا مگر جب ایک طرف روپیہ اور دوسری طرف مال سے خالی محض مہلت کا عوض ہوتا ہے تو وہ سود ہو جاتا ہے۔

اُردو زبان میں "ربا" کے معنی سود سے کئے گئے ہیں عربی زبان میں "ربا" اور اُردو زبان میں "سود" کے درمیان کوئی اختلاف نہیں کیونکہ اختلاف کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جبکہ شے کی حقیقت اور ماہیئت بدل جائے۔ یہاں خواہ لفظ "ربا" بولئے یا "سود" اس شے کی حقیقت نہیں بدلتی، جو ہمارے درمیان رائج اور معلوم ہے۔

ربوٰا فی القرآن

قرآن مجید میں لفظ "ربا" اپنی مختلف عربی ترکیبوں میں بیس مقامات پر استعمال ہوا ہے گیارہ مقامات یعنی سورۃ الحج آیت ۵، سورۃ فصلت آیت ۳۹، سورۃ الروم آیت ۳۹ (دوبار) سورۃ الاسراء آیت ۲۴، سورۃ الشعراء آیت ۱۸، سورۃ الرعد آیت ۱۷، سورۃ الحاقہ آیت ۱۰، سورۃ النحل آیت ۹۲، سورۃ البقرہ آیت ۲۶۵، سورۃ المومنون آیت ۵۰، میں لفظ الربوٰ (مختلف ابواب اور ترکیبوں میں) زیادتی، سخت اور بلند کے (موقع اور محل کے اعتبار سے) مختلف لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ البتہ ہر معنی اپنی اصل میں "زیادتی" کے پہلو کو لئے ہوئے

۶- "اور جو تم دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں، سو وہ نہیں بڑھتا اللہ کے یہاں، اور جو تم دیتے ہو زکوٰۃ سے اللہ کی رضامندی چاہ کر، سو یہ وہی ہے جن کے دونے ہوئے۔"

قرآن پاک کی مندرجہ بالا آیات ربا کے مجموعی مطالعہ سے جو صورت سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ربا کی حقیقت بیان نہیں فرمائی بلکہ اس بارے میں عرب میں جو صورت رائج تھی اس کے سیاق و سباق میں لفظ ربا استعمال کرنے پر اکتفا کیا کیونکہ وہ لوگ خرید و فروخت کرتے تھے اور مقررہ مدت کے لئے سودی قرض دیتے تھے۔ قرآن مجید میں انتہائی تہدید کے طور پر اس طرح خطاب کیا گیا ہے کہ یا تو وہ اس سے باز آجائیں یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا گیا کہ :۔

"اے ایمان والو اگر تم مومن ہو تو جو کچھ سود مقروض کے ذمہ تمہارا باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو، معاف کردو، اور اگر تم نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ اور اگر تم توبہ کرتے ہو تو تمہارے واسطے ہے تمہارا اصل مال، نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر۔" (البقرہ آیت ۲۷۹)

قرآن مجید میں سود کی ممانعت کے بارے میں پہلے ایک حکم دیا گیا جو اپنی جگہ قائم رہا دوسرے حکم کے ذریعے اس کی تکمیل کی گئی۔ چونکہ عرب میں سود خوری عام تھی، سرمایہ داروں کا دعویٰ تھا کہ سود بھی تو ایک طرح کا لین دین ہے جس میں روپے کی تجارت ہوتی ہے چنانچہ سرمایہ داروں کے اس زعم باطل کی تردید کی گئی۔ سود تجارت ہی جیسی چیز نہیں ہے چنانچہ پہلے شریعت یہود میں سود کی ممانعت کا ذکر کیا گیا اور مسلمانوں سے کہا گیا کہ "اے مسلمانو! سود در سود نہ کھاؤ" اس کے بعد سودی کاروبار کی مکمل تحریم کا حکم دیا گیا کہ سود کی بابت جو بھی تمہارا مطالبہ لوگوں کے ذمے ہے اس کو چھوڑ دو اور صرف اصل رقم لینے پر اکتفا کرو

اور اگر مقروض تنگدست ہو تو فراخی تک اس کو مہلت دو اور اگر سمجھو تو اصل قرضہ بھی معاف کر دو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے"۔

ربوٰ فی الحدیث

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سود کے سلسلے میں متعدد احادیث مروی ہیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سودی کاروباری دستاویز وغیرہ لکھنے والوں کو مجرم قرار دیا ہے ایک اور حدیث میں سود لینے والے اور دینے والے اور سودی دستاویز کے لکھنے والے اور معاملہ سود کی گواہی دینے والے پر لعنت کی اور فرمایا کہ یہ تمام لوگ گناہ کے ارتکاب میں برابر ہیں۔

حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آخری خطبہ ارشاد فرمایا تھا اس میں یہ اعلان کیا کہ ہر قسم کا سود ساقط ہے۔ البتہ اصل رقم تمہاری ہے اور وہ تم کو ملنی چاہیئے تاکہ نہ تم پر ظلم ہو اور نہ تم دوسروں پر ظلم کر سکو اللہ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ سود قطعی ساقط ہے اور میں عباس بن مطلب کے سود سے آغاز کرتا ہوں جو قطعی ساقط ہے"۔

اس خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف ہر قسم کے سودی کاروبار کی ممانعت کا قطعی اعلان فرما دیا بلکہ خود اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی جانب سے ان کی تمام سود کی رقم کو ساقط قرار دے دیا (واضح رہے کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن مطلب کا روپیہ جو وہ سود پر چلاتے تھے بے شمار لوگوں پر واجب تھا۔)

تبادلۂ اشیاء میں سود

سودی کاروبار کی یہ صورت جو سود پر روپے کے لین دین سے متعلق تھی نہ صرف عرب

بلکہ ساری دنیا میں عام تھی اور پچھلی شریعتوں میں بھی حرام اور ممنوع تھی لیکن عرب میں ربا کی ایک اور صورت تبادلہ اشیاء کے ذریعہ بھی پائی جاتی تھی۔ وہ یہ کہ ایک شخص مثلاً ایک من گندم قرض لیتا اور مدت گزر جانے پر اس کے عوض دو من گیہوں واپس کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث کے ذریعہ اس قسم کی معاملت کو بھی حرام اور ممنوع قرار دیا، جس سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ سود صرف روپے کے لین دین تک ہی محدود نہیں بلکہ ہم جنس اشیاء کے تبادلے کی صورت میں بھی سود کا اطلاق ہوگا۔ چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سونا سونے سے بدلنا اور چاندی چاندی سے بدلنا، اور گیہوں گیہوں سے بدلنا اور جو جو سے بدلنا اور کھجور کھجور سے بدلنا اور نمک نمک سے بدلنا برابر اور دست بدست ہو تو جائز ہے مگر زیادتی ادھار یا نقد کے ذریعہ جائز نہیں البتہ شے کی جنس اور صنف بدل جانے کی صورت میں زیادتی کے ساتھ دست بدست فروخت جائز ہوگی مثلاً ایک من گیہوں کے بدلے دو من جو لینا۔ اس حدیث کے ذریعہ اس طریقے کی بھی ممانعت کردی گئی جو عرب کے حالات کے لحاظ سے خاص تھا۔ ہمارے فقہاء نے اسی اصول کی روشنی میں ہم جنس اور ہم صنف اشیاء کا تبادلہ زیادتی کے ساتھ ہونے کی صورت میں سود میں داخل کیا ہے۔

یہ ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں ربا کی حقیقت جس کی مزید تائید میں قبل از اسلام عرب تمدن کی تاریخ اور کتب حدیث، سیر اور تواریخ سے بیسوں واقعات اور شواہد موجود ہیں۔

پاکستان دارالاسلام ہے

فقہی تفصیلات سے قطع نظر دارالاسلام اور دارالحرب کے بارے میں جو موٹی سی بات

سب کی سمجھ میں آجانی چاہیئے وہ یہ ہے کہ دارالاسلام اس دار (ملک) کو کہتے ہیں جہاں مسلمانوں کو غلبہ اور تسلط حاصل ہو اور جہاں غلبہ اور تسلط حاصل نہ ہو، شرعی اصطلاح میں وہ دارالاسلام نہیں کہلائے گا۔ چنانچہ پاکستان کو جہاں مسلمانوں کی عظیم اکثریت بستی ہے اور جہاں اسلامی قوانین کے نفاذ میں کوئی امر مانع موجود نہیں، دارالاسلام ہے۔ یہاں اسلامی قوانین کو بالفعل یا بالقوہ نافذ کیا جاسکتا ہے اور غیر مسلم رعایا اپنے مذہبی امور پہ عمل کرنے میں اسلامی مملکت کی اجازت کی محتاج ہے۔ اس لئے پاکستان دارالاسلام ہے، یہاں سود کی حلت یا رخصت کے سلسلہ میں کسی قسم کی گنجائش کا کوئی سوال نہیں پیدا ہوتا۔

سود اور اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہری

بلکہ یہاں یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ سود نہ صرف اسلامی مملکت کے مسلمانوں کے لئے ممنوع ہے بلکہ اسلامی مملکت کے غیر مسلم شہریوں کے لئے بھی ممنوع ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران کو جو فرمان عطا فرمایا تھا اور جس کے ذریعے ان ذمیوں کی حفاظت کی ذمہ داری قبول کی تھی اس فرمان میں خاص طور پہ یہ پابندی لگادی تھی کہ وہ سود نہیں کھائیں گے اور "جو بھی آئندہ سود لے گا، وہ میری ذمہ داری امن وامان سے خارج ہو جائے گا۔" (ملاحظہ ہو کتاب الاموال، امام ابو عبیدہ القاسم بن السلام متوفی ۲۲۴ھ صفحہ ۱۸۷)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اس معاہدے کو برقرار رکھا لیکن جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ خلیفہ ہوئے تو اہل نجران نے سودی کاروبار پھر شروع کردیا تھا۔ اس لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اہل نجران کو جلاوطن کردیا، مبادا مسلم معاشرہ سودی کاروبار کی لعنت میں مبتلا ہو جائے۔

سود ایک عالمگیر لعنت ہے

سودی کاروبار کی ممانعت صرف اسلام ہی نے نہیں کی بلکہ قدیم یونانی مفکرین نے بھی سود کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ چنانچہ ارسطو نے روپے کو ایسی مرغی سے تشبیہہ دی ہے جو انڈے نہیں دیتی کہ صرف روپیہ روپے کو پیدا نہیں کر سکتا۔ قانون روما کے واضعین بھی سود کو برا سمجھتے تھے۔ ہندو اور یہودی مصلحین بھی سود کو ناپاک خیال کرتے ہیں۔ تورات اور زبور میں سود کو حرام قرار دیا گیا تھا اور عیسائی عالموں نے بھی تورات کی پیروی میں سود کو ممنوع قرار دیا تھا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف ریلجین عنوان (USURY)۔

عہد جدید کا مفکر کارل مارکس جو جدید اشتراکی فلسفہ کا بانی ہے اپنی مشہور کتاب داس کیپتال (جلد ۲ صفحہ ۶۵۲) میں لکھتا ہے کہ سودخوار ایک زبردست شیطان ہے۔ وہ ایک بھیڑیا صفت انسان ہے جو ہر شے کو برباد کر کے رکھ دیتا ہے۔ جب ہم چوروں، ڈاکوؤں اور نقب زنوں کی گردن مارتے ہیں تو پھر اس طرح تمام سودخوار بھی گردن زنی ہیں۔"

اطبار کا یہ قاعدہ ہے کہ جب جسم میں فاسد مادہ جمع ہو جاتا ہے تو نشتر دے کر اس کو باہر نکالا جاتا ہے ورنہ صاف خون بھی گدلا ہو جائے گا۔ ملک کی معیشت کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنا ہے تو سودی نظام سے نجات حاصل کرنا ہوگی۔ پرانی بنیادوں پر نئی عمارت تعمیر نہیں ہو سکتی۔ سارا جسم گل سڑ چکا ہے۔ محض پیوند کاری سے کام نہیں چلے گا۔

المختصر یہ کہ قرض (دین) پر زیادتی (سود) حرام ہے، خواہ تھوڑا ہو یا بہت

خواہ وہ صرف کرنے کے لئے ہو یا تجارتی اغراض کے لئے۔ اسلام میں ربا کا حرام ہونا اسلام کے اقتصادی اجتماعی نظام کے قیام کے لئے ہے جس کی بنیاد سماجی عدل پر ہے۔ موجودہ اقتصادی نظام ربا (سود) کے فاسد نظام پر قائم ہے۔ ہم سب پر لازم ہے کہ اس کو چھوڑیں اور قرآن و سنت کے اقتصادی نظام کی پیروی کریں۔ اللہ رب العزت کا وعدہ ہے:

"جو اللہ رب العزت سے ڈرتا ہے، اللہ رب العزت اس کے لئے کشادگی کا راستہ کھول دیتے ہیں اور اس شخص کو بے اندازہ و بے حساب رزق عطا فرماتے ہیں"۔ (سورہ ۶۵، آیت ۲) یوں تو ہم سب اللہ کو رازق مانتے ہیں اور کہتے ہیں مگر جب ملک سے سود ختم کرنے کی بات کی جاتی ہے تو یہی لوگ کہتے ہیں کہ ملک کی معیشت تباہ ہو جائے گی۔

جدید معاشیین کا نقطہ نظر

نہ صرف اسلام بلکہ عصر حاضر کے غیر مسلم معاشی ماہرین بھی سود کی ممانعت کے قائل نظر آتے ہیں۔ چنانچہ لارڈ کینز نے (جو پہلے کیمبرج کے پروفیسر معاشیات تھے۔ اور جنگ عظیم دوم کے بعد حکومت برطانیہ کے مشیر معاشیات بنے) یہاں تک لکھا ہے کہ "دنیا کی تمام معاشی برائیاں حتیٰ کہ بیروزگاری بھی سود خوری کی وجہ سے ہے۔ جس قوم میں سود کی شرح جتنی کم ہوگی، اس کی تہذیب و تمدن اتنا ہی بلند اور مستحکم ہوگا۔ لارڈ کینز اس نظریے کے بھی قائل ہیں کہ اگر اصل زر کی افراط ہو جائے تو بالآخر سود کی شکل میں معاوضہ باقی نہ رہے گا۔ لہذا عملی طور پر ہمارا نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ اصل زر کی مقدار میں اس قدر اضافہ کیا جائے کہ بے کار بیٹھ کر روپیہ لگانے والے کو سود کی شکل میں زیادہ منافع نہ ملے۔ چنانچہ لارڈ کینز کا بیان ہے کہ ایک ایسا منضبط معاشرہ جس کے پاس جدید عہد کے فنی

وسائل موجود ہوں اور جس کی آبادی میں تیزی کے ساتھ اضافہ نہ ہو رہا ہو۔ ایک ہی نسل (GENERATION) میں شرح سود کو صفر تک گھٹایا جا سکتا ہے" (ملاحظہ ہو لارڈ کینز کی کتاب "جنرل تھیوری آف ایمپلائمنٹ، انٹرسٹ اینڈ منی) چنانچہ لارڈ کینز کے کہنے کے مطابق سود ختم ہونے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سرمایہ دارانہ نظام کی بہت سی برائیوں سے معاشرے کو چھٹکارا مل جائے گا۔ ظاہر ہے کہ اگر کسی کی جمع کی ہوئی دولت سے شرح سود وابستہ نہ رہے تو اس سے عظیم معاشرتی تبدیلیاں وجود میں آئیں گی۔ اور ہمارے ملک میں سودی نظام سے والہانہ وابستگی اور غلط معاشی پالیسیوں کی وجہ سے صورت حال یہ ہے کہ جب پاکستان بنا تو شرح سود چار فی صد تھی اور آج دس فیصد ہے۔ پہلے صرف کروڑوں روپیہ سودی کاروبار میں مشغول تھا اور اب اربوں روپیہ سودی کاروبار میں مشغول ہے اور اسی نسبت سے ہماری معاشی مشکلات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔

سرمایہ داری اور اسلام

عہد حاضر میں سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان معرکہ آرائی جاری ہے۔ دونوں نظام اپنی اپنی جگہ انتہا پسندانہ نقطہ نظر کے حامل ہیں لیکن اسلام اعتدال کی راہ دکھاتا ہے جو فطرت سے قریب تر ہے۔ اسلام کا معاشی نظام سرمایہ دارانہ نظام کی برائیوں سے پاک اور اشتراکیت کے ظلم و جبر سے مبرا سماجی عدل و مساوات پر قائم ہے۔ مشہور محقق محترم ڈاکٹر حمید اللہ صاحب (مقیم پیرس) نے عرصہ ہوا، اپنے ایک مضمون میں ایک فرانسیسی پروفیسر موسیو لوئی ماسین نون کا ایک قول نقل کیا تھا کہ "سرمایہ داری اور اشتراکیت کے تصادم میں ایسے تہذیب و تمدن کا مستقبل محفوظ اور درخشاں رہے گا جو سود کو ناجائز قرار دے کر اس پر عمل بھی کر رہا ہو۔"

میرا جی چاہتا ہے کہ میں اس قول میں "اشتراکیت" کے لفظ کو "اسلام" سے بدل لوں، جس کے معاشی نظام میں چودہ سو سال پہلے ربوٰ (سود) کے تمام دروازے بند کر کے سود کے ریشے تک نکال دیئے گئے ہیں۔ سوال صرف عمل کرنے اور عمل کرانے کا ہے۔ اگر ایک طرف ہم میں سے ہر مسلمان یہ تہیہ کر لے کہ بس اب میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بے چون وچرا تعمیل میں نہ سود لوں گا اور نہ سود دوں گا اور ہماری اسلامی حکومتیں بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان میں پورے یقین و اعتماد سے کام لے کر سودی نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں تو انشاء اللہ اسلامی تہذیب کا مستقبل محفوظ درخشاں اور تابناک ہوگا۔